Fikr-o-Nasar (Islamabad) 30:3 (1993)

فن کتابیات میں مسلمانوں کا حصہ

افضل حق قرشی - عمیرہ شاہ

مسلمانوں کی علمی تاریخ میں "کتابیات" کا آغاز علم و دانش کے آغاز و ارتقاء کے ساتھ ساتھ نظر آتا ہے۔ بہت سے دوسرے علوم و فنون کی طرح "فن کتابیات" کا سہرا بھی مسلمانوں کے سر ہے۔ جیوفرے روپر کے بقول :

"معاملے کو تاریخی نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ نظر آتا ہے کہ اپنی تہذیب کے زریں عہد میں اس وقت عربوں اور خود مسلمانوں نے شاریاتی کتابیات پر خاص توجہ دی جب اہل یورپ اس کے مفہوم سے بھی آشنا نہیں تھے۔"(۱)

عباسی عہد میں علوم کی کثرت تنوع سے اہل علم کتابیات کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ ذخائر علوم سے آگاہی ہو۔ علماء نے موضوعی اور خود نوشت کتابیات کا سلسلہ شروع کیا۔ وراقوں نے مختلف کتب خانوں کے ذخائر سے فائدہ اٹھا کر اپنے مشاہدات و تجربات کی روشنی میں کتابیات تیار کیں۔ یہ سلسلہ اتنا پھیلا کہ کتابیات کو فہرست ' برنامج ' ثبت ' مشیخہ ' معجم کے مختلف ناموں سے یاد کیا جانے لگا۔

نویں ' دسویں صدی عیسوی میں موضوعی کتابیات کی ترتیب و تدوین شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ جابر بن حیان (۷۳۷- ۸۱۳) کے نامور شاگرد خرقی کی تصانیف کی دو فہرستیں تھیں۔ ایک فہرست کبیر جو کیمیا گری اور دوسرے فنون سے متعلق تھی اور دوسری فہرست صغیر جو صرف علم کیمیا گری کی کتابوں کے بارے میں تھی۔(۲) حنین بن اسحاق۔ (۸۱۰- ۸۷۳) نے جالینوس کی کتابیات مرتب کی۔ اس میں جالینوس کی تصانیف کے مختلف تراجم کا ذکر تھا جو نویں صدی عیسوی تک موجود تھے۔(۳) حنین نے ۱۹۲ کتابوں کی فہرست دی ہے جن میں سے سو کے تراجم خود اس نے کئے۔ ابو بکر محمد بن زکریا رازی (۸۶۴- ۹۲۵) نے اس کتابیات پر استدراک "کتاب فی استدراک ما بقی کتب جالینوس مما لم یذکرہ حنین و لا جالینوس فی فہرست" کے نام سے لکھا۔(۴) ابو زکریا یحیٰی بن عدی (۸۹۳- ۹۷۳) ابن ندیم کا ہمعصر تھا۔ ابن ندیم کے بقول اسی عہد میں اقران و معاصرین کی علمی قیادت اس کے ہاتھ میں تھی۔(۵) اس

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

نے ایک کتابیات بھی مرتب کی تھی۔ ابن ندیم نے اس سے استفادہ کیا اور اکثر اسکے حوالے دیئے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ میں نے یہ چیز یحییٰ بن عدی کی فہرست کتب میں خود اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔(۶) نیز یحییٰ بن عدی نے اپنی فہرست کتب میں ارسطو کی ان تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے۔(۷) ابو الحسن علی بن کوفی (م ۹۶۰) کی مرتبہ کتابیات کا ذکر بھی ابن ندیم کے ہاں ملتا ہے۔ مورخ ہشام کلبی کے تذکرہ میں ہے کہ میں یہاں اس کی تصنیفات اسی ترتیب سے بیان کروں گا جس طرح ابو الحسن بن کوفی کی تحریر میں ہیں۔(۸) نیز مدائنی کے تذکرہ میں ہے کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ابو الحسن بن کوفی کی تحریر میں اس کی مندرجہ ذیل تصنیفات درج ہیں۔(۹) ابو ریحان البیرونی (۹۷۳۔ ۱۰۴۸) کی مرتب کردہ رازی کی کتابیات(۱۰) ابن رضوان (۹۹۸۔ ۱۰۶۱) کی مرتب کردہ جالینوس کی کتابیات(۱۱) اور ابن قیم (۱۲۹۲۔ ۱۳۵۰) کی مرتب کردہ ابن تیمیہ کی کتابیات(۱۲) بھی موضوعی کتابیات کی ذیل میں آتی ہیں۔

خود نوشت کتابیات کے ضمن میں جابر بن حیان (۷۳۷۔ ۸۱۳) اور ابو بکر محمد بن زکریا رازی (۸۶۴۔ ۹۲۵) کے حوالے ملتے ہیں۔ ابن ندیم نے ان سے استفادہ کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ جابر اپنی کتاب فہرست میں خود لکھتا ہے کہ ان کتابوں کے بعد میں نے تیس رسالے تصنیف کئے جو بے نام ہیں۔ پھر ان کے بعد میں نے چار مقالات تصنیف کئے۔(۱۳) نیز ابوبکر محمد بن زکریا رازی کی تصانیف جو خود اسی کی فہرست سے منقول ہیں۔(۱۴) جابر بن حیان نے اپنی نگارشات کی دو فہرستیں مرتب کی تھیں۔ ایک بڑی جو فلسفیانہ اور کیمیائی تصنیفات کی اور دوسری چھوٹی جس میں اسکی کیمیائی تصنیفات درج تھیں۔ جابر کی کتابوں کی ایک تیسری فہرست بھی تھی۔(۱۵) ابن عارف اندلسی (م ۱۰۰۰) نے اپنی کتابوں کی کتابیات مرتب کی تھی۔(۱۶) ابن جوزی (۱۱۲۶۔ ۱۲۰۰) نے اپنی کتابوں کی فہرست مرتب کی۔(۱۷) سیوطی نے (۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵) نے اپنی تصنیفات کی فہرست مرتب کی۔(۱۸) ابن طولون دمشقی (۱۴۷۳۔ ۱۵۴۶) نے اپنی نگارشات کی کتابیات مرتب کی۔(۱۹)

دسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ابن ندیم (۹۳۵۔ ۹۹۰) نے الفہرست مرتب کی۔ اس نے اس عہد میں آنکھ کھولی جب اسلامی تہذیب اپنے اوج کمال پر پہنچ چکی تھی اور کتابوں کی کثرت کیوجہ سے کتب خانوں کا رواج بھی ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے عہد کی کتابوں کا گہرا مطالعہ بھی کیا تھا اور اس عہد کے علماء اور فضلاء سے اسے شرف تلمذ بھی حاصل تھا۔ اس

کے اساتذہ کی فہرست میں الحسن بن سوار بن الخمار۔ ابو الفرج اصفہانی ' ابو الحسن محمد بن یوسف الناقط ' ابو اسحاق السیرانی ' اسماعیل الصفاء وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ وہ دوسرے اصحاب علم سے بھی ملتا تھا اور ان کے کتب خانوں سے استفادہ بھی کرتا تھا۔ الفہرست اس کے وسیع علم و مطالعہ کا نچوڑ ' اساتذہ سے استفادہ اور کتابی معلومات کا حاصل ہے۔ یہ کتاب دس مقالوں پر مشتمل ہے اور ہر مقالہ کے تحت مختلف علوم و فنون کا ذکر ہے۔ مصنفین کا ذکر ترتیب زمانی سے کیا گیا ہے۔ پھر ان کی کتابوں کے نام تحریر کئے ہیں۔ اہم کتب کے بنیادی افکار و آراء کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے اصل مراجع و مصادر کی نشاندہی کی ہے۔ عموماً" اہم علمی موضوعات پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ ہر موضوع کی ابتداء میں ایک تمہید ہے ' جس میں اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں اور ان کے مصنفین کے اعداد و شمار بھی موجود ہیں۔ الفہرست میں صرف کتابوں کے اعداد و شمار ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس میں کتابوں اور مصنفین کے متعلق نقد و بحث اور تحقیق بھی کی گئی ہے۔ الفہرست میں وہ تحریر کرتا ہے :

یہ عرب و عجم کی ان تمام کتابوں کی فہرست ہے جو عربی زبان اور اس کے رسم الخط پر مشتمل ہیں------ اس وقت سے معلومات فراہم کی گئیں جب سے وہ علوم عالم وجود میں آئے اور ہمارے زمانہ یعنی ۳۷۷ھ تک پائے جاتے ہیں۔ (۲۰)

ظاہر ہے کہ ان کا احاطہ کتابیات کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ خود ابن ندیم نے جابجا ان کا حوالہ بھی دیا ہے۔ لیکن الفہرست کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ "تمام" کا لفظ کثرت کتب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے مراد مصنفین کی مشہور متداول کتابوں کا تذکرہ ہے۔ فقیہ زعفرانی کے تذکرہ میں ہے :

"یہاں ہم زعفرانی کی روایت کردہ کتابوں کے نام لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ بہت کم تعداد میں ہیں اور ان میں بیشتر دستبرد زمانہ کی نذر ہو چکی ہیں۔ اور بعد میں وہ قید تحریر میں نہیں لائی گئیں۔(۲۱)

منصوری کے تذکرہ میں ہے کہ وہ جلیل القدر اور عمدہ کتابوں کا مصنف ہے۔(۲۲)

الفہرست میں کتابوں کے ناموں کے اندراج میں کتاب کے معروف و غیر معروف دونوں نام نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مثلاً" عینیہ بن منہال کی کتاب الامثال السائرۃ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک جگہ میں نے اس کتاب کا نام "الابیات السائرۃ" لکھا ہوا دیکھا ہے۔(۲۳)

سعید بن حمید کی کتاب "انتصاف العجم من العرب" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ تسویہ کے نام سے معروف ہے۔ (۲۴)

مشتبہ مقام پر ماں باپ کی نسبت کو بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ مثلاً" محمد بن حبیب کے متعلق لکھا ہے کہ حبیب ماں کا نام ہے۔(۲۵) اسماعیل بن علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ علیہ ماں کا نام ہے۔(۲۶)

مصنفین کے اسلوب تحریر کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں مثلاً" ہنائی کے بارے میں تحریر ہے کہ اس کی تصانیف میں سے ایک کتاب مجرد الغریب ہے جو انداز و اسلوب میں تو کتاب العین سے ہم آہنگ ہے لیکن ترتیب میں اس سے مختلف ہے۔(۲۷) کیتمی کے بارے میں تحریر ہے کہ وہ اچھا مولف ہے(۲۸) مصنفین کے علمی مقام و مرتبہ پر بھی بات کی ہے۔ مثلاً" اصمعی کے بارے میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابو سعید نے ابوالعباس مبرد کی روایت بیان کی ہے کہ اصمعی شعر اور معانی میں سب پر برتری اور تفوق رکھتا تھا(۲۹)۔ مصنفین میں باہم فرق اور زیادہ مہارت کی بات بھی کی ہے۔ مثلاً" ابومخنف کے ضمن میں لکھا ہے کہ میں نے احمد بن حارث خزار کی ایسی تحریر پڑھی ہے کہ اہل علم کے نزدیک ابومخنف معاملات عراق' اس کے واقعات اور فتوحات کے بارے میں سب سے فائق ہے۔ مدائنی امور خراسان' ہند اور فارس میں' واقدی امور حجاز اور سیرت میں دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔ البتہ فتوحات شام کے واقعات و اطلاع کے بیان میں سب برابر کے شریک ہیں۔(۳۰) کوئی کتاب اگر کسی سے منسوب ہو تو اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً" فتح بن خاقان کی کتاب البستان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ فتح بن خاقان کی طرف منسوب ہے۔ مگر جو شخص اسے معرض تصنیف میں لایا اس کا نام محمد بن عبدربہ اور لقب راس البغل ہے۔ (۳۱) بعض مقامات پر کتاب کے مندرجات کے بارے میں بھی تحریر کیا ہے۔ مثلاً" ابن ابی طیفور کی کتاب "ابواب الخلفاء" کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سے مقصود ان لوگوں کا ذکر ہے جن سے خلفاء مانوس تھے' جن سے مشورہ لیتے تھے اور جن سے فکری و عقلی راہنمائی حاصل کرتے تھے اور امداد و استواری کے طالب ہوتے تھے۔(۳۲) مشترک مصنفین کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثلاً" بنو صباح کے تحت محمد' ابراہیم اور حسن تین علمائے نجوم اور ان کی تصانیف کا ذکر ہے۔ اس میں کتاب "برھان صنعتہ الاسطرلاب" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب محمد نے تصنیف کی جو ناتمام

تھی۔ اسے ابراہیم نے مکمل کیا۔ اسی طرح کتاب "عمل نصف النهار بقیتہ واحدۃ بالہندسہ" کے بارے میں ہے کہ اس کی تصنیف کا آغاز محمد نے کیا اور تکمیل حسن نے کی۔(۳۳)

مختلف دواوین کے اشعار کی تعداد بھی بیان کی ہے۔(۳۴) جگہ جگہ کتابوں کے اوراق کی تعداد بتائی ہے۔(۳۵) ایک مقام پر وضاحت کی ہے کہ جہاں کہیں بغیر کسی نسبت کے ورق کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد "ورق سلیمانی" ہے جو بیس سطروں کو محیط ہوتا ہے' یعنی ہر ورق کے صفحہ میں بیس سطریں ہوتی ہیں۔ ہر جگہ اس بات سے ان اشعار کی کمی اور بیشی کا حساب لگایا جائے۔ یہ اندازہ اغلبیت اور تقریب پر مبنی ہے کیونکہ ہمارے برسوں کے تجربہ نے ہمیں یہی بتایا ہے۔(۳۶)

ابن ندیم نے کسی اہم کتاب کا نسخہ کہیں دیکھا تو اس کی تفصیل پیش کی مثلاً" زجاج نے معتضد کی خواہش پر مجرہ کی کتاب "جامع المنطق" کی شرح لکھی۔ اس کا ایک ہی نسخہ تھا جو معتضد کے کتب خانے میں تھا۔ ابن ندیم نے تحریر کیا ہے کہ سلطنت کی تباہی و بربادی کے بعد یہ شرح سلطان کے بقیات میں سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں دستیاب ہوئی۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ باریک و نرم طلحی کاغذ پر لکھی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے زجاج نے بڑی عظمت حاصل کی۔(۳۷)

ابن ندیم نے کتابوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے میں ماخذ کی نشاندہی بھی کی ہے۔ چنانچہ جن کتابوں کو خود دیکھا' ان کے کاتبوں کے ناموں کی وضاحت کی ہے' جن علماء سے معلومات حاصل کیں ان کا حوالہ دیا ہے۔ اور دوسرے ذرائع مثلاً" کتابیات وغیرہ کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

ابن ندیم کی الفہرست کے بعد دوسری اہم کتابیاتی تالیف محمد بن الحسن بن علی ابو جعفر الطوسی (۹۹۵-۱۰۶۷) کی فہرست "کتب الشیعہ" ہے۔ وہ شیعہ مذہب کا عظیم مجتہد تھا اور شیخ الطائفہ یا صرف "الشیخ" کے لقب سے مشہور ہے۔

اس کی اساس ابن ندیم کی الفہرست پر ہے لیکن شیعہ مصنفین اور ان کی تصانیف کے بارے میں خاصے وقیع اضافے کئے ہیں۔ الفہرست اور فہرست کتب الشیعہ کے درمیان اور بھی بہت سی کتابیات مرتب کی گئیں۔ الطوسی اپنی فہرست کے دیباچے میں اس امر کا تذکرہ کرتا ہے۔ وہ تحریر کرتا ہے:

"مجھ سے پہلے میرے دوستوں نے فہرستیں مرتب کیں لیکن ایک مرتبہ ابوالحسن احمد بن الحسین الغضائری کے سوا سبھی ناقص تھیں۔ (۳۸) دوسری کتابیات میں ابن نحیک، احمد بن محمد، ابن بابویہ کی مرتب کردہ کتابیات شامل تھیں۔(۳۹)

فہرست میں طوسی نے ۸۹۲ قدیم اور معاصر مصنفین کی تصانیف کی فہرست دی ہے۔ اندراجات مصنفین کے ناموں کے تحت حروف تہجی کے اعتبار سے پہلے حرف تہجی کے تحت ترتیب دیئے گئے ہیں۔(۴۰)

طوسی کی فہرست کے بعد دوسری اہم کتابیاتی تالیف شیخ احمد بن علی النجاشی (م ۱۰۶۳) کی اسماء الرجال ہے۔ اس کا زمانہ تالیف بھی تقریباً وہی ہے جو الطوسی کی فہرست کا ہے۔ اس کا دعوی ہے کہ یہ ایک مکمل کام ہے لیکن طوسی کی فہرست کے ساتھ تقابل کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اس کا نیا ایڈیشن ہے۔ یہ زیادہ مکمل اور صحیح ہے۔ اس میں ۱۲۲۶ مصنفین کا تذکرہ ہے۔

رشید الدین ابی جعفر محمد بن علی بن شہر اشوب السروی (۱۰۹۶ - ۱۱۹۲) کی "کتاب معالم العلماء فی فہرست کتب الشیعہ و اسماء المصنفین" الطوسی کی فہرست کا نیا ایڈیشن ہے۔(۴۱) اسے مولف نے ۱۱۷۷-۱۱۸۵ کے دوران مرتب کیا۔ اس نے ابتداء سے اپنے عہد تک کے علماء اور ان کی تصانیف کی فہرست دی ہے۔ اس میں الطوسی اور النجاشی کی فہرستوں پر زیادہ اضافہ نہیں۔ ماسوا ان مصنفین کی کتابوں کے جو الطوسی اور النجاشی سے چھوٹ گئے یا ان کے عہد کے بعد ہوئے۔(۴۲)

منتجب الدین علی بن ابی القاسم القمی (۱۱۱۰-۱۱۸۹) کی "اسماء مشائخ الشیعہ و مصنفیھم" الطوسی کی فہرست کا ضمیمہ ہے۔ یہ ۱۱۷۷-۱۱۹۶ کے دوران مرتب کی گئی۔ اس میں ۵۰۰ مصنفین کا تذکرہ ہے۔ جو یا تو الطوسی کے معاصر تھے یا متاخر اور جن کا ذکر فہرست کتب الشیعہ میں نہیں۔(۴۳)

ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشیلی (۱۱۰۸-۱۱۷۹) ماہر لسانیات اور محدث تھا۔ اس کی شہرت کا سبب وہ کتابیات ہے جو "فہرست ماروواہ عن شیوخہ من الدواوین المصنفہ فی ضروب العلم و انواع المعارف" کے نام سے معروف ہے۔ یہ ہمارے کتابیاتی ورثے میں اہم کتب میں سے ہے۔ تقریباً ان ۱۴۰۰ کتب پر مشتمل ہے جو اس نے اندلس کے مختلف مقامات

پر اپنے اساتذہ سے پڑھیں یا جن کی انہوں نے اسے اجازت دی ۔ تعارف کے بعد مصنف نے ان کتب کی فہرست دی ہے جو اس نے قرآنی علوم کے سلسلے میں پڑھیں۔ پھر حدیث، سیرو انساب، فقہ مالکی، صرف و نحو، لغت، ادب اور شاعری کی کتب کا بیان ہے اور آخر میں ان کتابیات کا تذکرہ ہے جو اس سے پہلے مرتب کی گئیں۔ وہ ہر مضمون میں اپنے اساتذہ کا ذکر کرتا ہے اور مختلف مقامات کے حوالے سے ان کی جماعت بندی کرتا ہے۔(۴۴)

مولف روایت کا اسلوب اپنائے ہوئے ہے۔(۴۵) یہ کتابیات ابن خیر کے عہد کے مسلم سپین میں پائی جانے والی اور پڑھائی جانے والی کتابوں کے سلسلے میں ایک اہم ترین دستاویز ہے۔(۴۶)

طاش کبری زادہ (۱۴۹۵۔ ۱۵۶۱) ابن حجر اور دیگر علمائے کبار کا معاصر تھا۔ اس کی تصنیف "مفتاح السعادۃ" و "مصباح السیادہ علوم اسلامیتہ" کی تاریخ و تصنیف کے سلسلے میں دائرہ المعارف کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کتاب قیمتی کتابیاتی معلومات کو سموئے ہوئے ہے۔ اس میں اہم مولفین اور تالیفات کا ذکر ہے۔ مصنف نے کتاب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول نظری طریقے کو حاصل کرنے کی کیفیت کی طرف رہنمائی پر مشتمل ہے۔ اس حصے کے مباحث پانچ فصلوں میں تقسیم ہیں۔ فصل اول میں خطی علوم کا ذکر ہے۔ فصل دوم میں ان علوم کا ذکر ہے جو الفاظ سے متعلق ہیں اور اس ضمن میں تدوین شدہ کتابوں کا نام اسی فصل میں شاعروں مصنفوں، عروضیوں، نثر نگاروں، لغت نویسوں، نحویوں اور قاریوں کے حالات دیئے ہیں۔ علم تاریخ کا اسی فصل میں ذکر ہے۔ مورخین کے حالات اور ان کتابوں کا ذکر ہے۔ فصل سوم میں علم منطق، علم آداب الدرس، علم الجدل کا اور ان کے مصنفین کا ذکر ہے۔ فصل چہارم میں علوم حکمیہ، علم الکلام، طب و زراعت وغیرہ کا ذکر ہے اور ان دوائر میں مصنفین اور کتب کا ذکر ہے۔ فصل پنجم میں علم الاخلاق، خانہ داری، علوم شرعیہ مثلاً قرات، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور ان کے علماء کے حالات اور تصانیف کا تذکرہ ہے۔ دوسرے حصے میں فصل ششم تزکیہ سے متعلق علوم کے بارے میں ہے۔(۴۷)

حاجی خلیفہ (۱۶۰۸۔ ۱۶۵۷) کی کشف الظنون عن اسماء الکتب و الفنون، مفتاح السعادہ کا تکملہ اور ضمیمہ ہے۔(۴۸) اس نے اس کتاب کا مواد جمع کرنے کے لئے تقریباً بیس برس صرف کئے۔ یہ پندرہ ہزار سے زائد اندراجات پر مشتمل ہے۔ حاجی خلیفہ نے

اندراج کے لئے مصنف کی بجائے عنوان کتاب کا استعمال کیا ہے۔ اندراجات کی ترتیب عربی حروف تہجی کے مطابق ہے۔ ہر کتاب سے متعلق وہ اس کے مصنف ' سال تصنیف ' کتاب کے حصوں اور ابواب کی تقسیم کا اصول اس کی مختلف شروح ' فرہنگوں اور تردیدات و تنقیدات کی تفصیلات اور کتاب کا موضوع بیان کرتا ہے۔اس نے ان تمام کتابوں کا جو اس نے دیکھیں پہلا جملہ لکھ دیا ہے۔ تاکہ کتابوں کے پہچاننے میں آسانی ہو۔ اس نے کشف الظنون میں ۹۵۰۰ سے زائد مصنّفین اور ۳۰۰ سے زائد علوم و فنون کا احاطہ کیا ہے۔(۴۹) بعد کے لوگوں نے اس کے متعدد ضمیمے مرتب کئے۔ ان میں سے آخری اسماعیل پاشا بغدادی (م ۱۹۲۰) کی "ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون" ہے۔ اس نے تیس برس اس پر کام کیا اور انیس ہزار (۱۹۰۰۰) اندراجات مرتب کئے۔(۵۰)

ان کے علاوہ سید اعجاز حسین کنتوری (۱۸۲۵۔ ۱۸۷۰) کی "کشف الحجب و الاستار عن اسماء الکتب و الاسفار" محمد محسن المعروف آقا بزرگ الطہرانی و علی نقی منزوی کی الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ' سید عبدالحی لکھنوی (۱۸۶۹۔ ۱۹۲۳) کی الثقافتہ الاسلامیہ فی الہند ' عربی زبان میں مختلف علوم کے بارے میں فواد سیزگین کی جرمن کتابیات ' یوسف الیان سرکیس کی معجم المطبوعات العربیہ و المعربہ ' مصر سے السجل الثقافی ' ترکی سے محمد طاہر کی عثمانلی مولفری اور تورک ببلیو گرافیاسی ' ایران سے خان بابا مشار کی فہرست کتابہائی چاپی ایران ' پاکستان سے انجمن ترقی اردو پاکستان کی "قاموس الکتب" قابل ذکر ہیں ۔

حوالہ جات

۱ - *Geoffrey Roper, "the bibliography of the Arab Middle East....," in Arabic Resources, ed. David Burnett (London: Mansell, 1986), 16.*

۲ - ابن ندیم ' الفہرست (مصر المکتبۃ التجاریۃ الکبری ' ۱۳۴۸ ھ) ' ص ۵۰۰ -

۳ - ایضاً ص ۴۰۳ -

۴ - ایضاً ص ۴۱۷ -

۵ - ایضاً ص ۳۴۹ -

۶ - ایضاً ص ۴۵۴ -

۷ - ایضاً ص ۳۵۴ -

۸ - ایضاً ص ۱۴۰ -

۹ - ایضاً ص ۱۴۸ -

۱۰ - *Arab-Islamic bibliography, ed. Diana Grimwood-Jones, Derck Hopwood and J.D. Pearson (Sussex; England: Harvester Press, 1977,9.*

۱۱ - محمد تقی دانش پژوہ ' "دیباچہ" درفہرست کتابخانہ اہدای آقائی سید محمد مشکوہ بہ کتابخانہ دانشگاہ تہران ' جلد سوم بخش دوم ' (تہران دانشگاہ تہران ' ۱۳۳۲) -

۱۲ - پژوہ ' "دیباچہ" درفہرست کتابخانہ آقائی سید محمد مشکوہ ' جلد سوم بخش سوم' (۱۳۳۵) -

۱۳ - ابن ندیم ' الفہرست ' ص ۳۵۷ - .

۱۴ - ایضاً ص ۲۹۹-

۱۵ - پژوہ ' "دیباچہ" در فہرست کتابخانہ آقای ء سید محمد مشکوہ جلد سوم ' بخش دوم -

۱۶ - پژوہ ' "دیباچہ" در فہرست کتابخانہ آقائی سید محمد مشکوہ' جلد سوم ' بخش سوم -

۱۷ - ایضاً

۱۸ - بروکلمان ' "السیوطی" در اردو دائرہ معارف اسلامیہ ' ج ۱۱-

۱۹ - پژوہ' "دیباچہ" در فہرست کتابخانہ آقای سید محمد مشکوہ' جلد سوم بخش سوم -

۲۰ - ابن ندیم' الفہرست" ص ۲ -

۲۱ - ایضاً ص ۲۹۷ -

۲۲ - ایضاً ص ۳۰۶ -

۲۳ - ایضاً ص ۷۴ -

۲۴ - ایضاً ص ۱۷۹ -

۲۵ - ایضاً ص ۱۵۵ -

۲۶ - ایضاً ص ۳۱۷ -

۲۷ - ایضاً ص ۱۲۴ -

۲۸ - ایضاً ص ۱۲۵ -

۲۹ - ایضاً ص ۸۲ -

۳۰ - ایضاً ص ۱۳۷ -

۳۱ - ایضاً ص ۱۶۹- ۱۷۰ -

۳۲ - ایضاً ص ۱۵۹ -

۳۳ - ایضاً ص ۳۸۵ -

۳۴ - ابن ندیم، "الفہرست" ص ۲۲۳-۲۴۲ -

۳۵ - ایضاً ص ۱۳۲، ۱۵۷، ۱۶۷ -

۳۶ - ایضاً ص ۲۲۷ -

۳۷ - ایضاً ص ۹۰ -

۳۸ - الطوسی، "فہرس الطوسی (کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی، ۱۸۵۵)، ص ۱- ۲ -

۳۹ - A. Sprenger, "Preface" in Fihris al Tusi (Calcutta: Asiatic Society 1855), 1

۴۰ - ایضاً ص ۴ -

۴۱ - عباس اقبال، "دیباچہ" در کتاب معالم العلماء، مولفہ ابن شہر اشوب، (تہران ۱۹۳۴) ص ۵-

۴۲ - ایضاً ص ۱۱ -

۴۳ - ایضاً ص ۴ -

۴۴ - Encyclopaedia of Islam, New ed., S.V. "Ibn Khayr" by C.H. Pellat.

۴۵ - محمد ماہر حمادہ، "المصادر العربیہ والمعربہ، (بیروت موسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۰)، ص ۳۷ -

۴۶ - Pellat "Ibn Khayr" opcit.

۴۷ - حمادہ، المصادر ص ۳۱- ۳۳ -

۴۸ - ایضاً ص ۴۰ -

۴۹ - ایضاً

۵۰ - پژوہ، "دیباچہ" در فہرست کتابخانہ آقائی سید محمد مشکوٰۃ، جلد سوم بخش اول -